دارالافتاء

جامعہ مدنیہ لاہور

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد
مُدرّس و نائبِ مُفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

سوال نمبر ۱

ایک شخص نے کسی سے کچھ رقم مثلاً دو لاکھ روپے ادھار لی اور کہا کہ ایک ماہ بعد دے دوں گا، بدقسمتی سے ایک ماہ گزر گیا اور یہ رقم ادا نہ کر سکا قرض خواہ (جس سے رقم ادھار لی تھی) نے کہا کہ جب تک تم میری رقم نہیں دیتے اس وقت تک کے لیے مجھے ہر ماہ اتنے فیصد منافع دو قرض دار نے مجبوراً مان لیا اور ہر ماہ منافع دینا شروع کر دیا یہ منافع اصل رقم سے بھی دو تین گنا زیادہ چلا گیا، لیکن اصل رقم (دو لاکھ روپے) ادا نہیں ہو سکی، اسی دوران قرض خواہ مر گیا، اس کے ورثہ قرض دار کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارے ذمّہ دو لاکھ رقم اُدھار کی نکلتی ہے وہ ادا کرو، قرضدار نے کہا کہ مَیں تو اصل رقم سے بھی دو تین گُنا زیادہ رقم دے چُکا ہُوں۔ اَب میرے ذمہ کچھ نہیں ہے بلکہ جو رقم مَیں نے زیادہ دے دی ہے وہ مجھے واپس کرو، قرض خواہ کے ورثہ یہ جواب سُن کر خاموش ہو گئے اور اصل رقم (دو لاکھ روپے) نہیں لی۔ قرض دار کو بعد میں خیال آیا کہ نفع والی رقم تو مَیں نے سود میں دی وہ تو مجھ سے گناہ ہُوا جس پر مجھے ندامت ہے، تاہم سوال یہ ہے کہ کیا اصل رقم (دو لاکھ روپے) میرے ذمّہ آتی ہے اور مَیں وہ قرض خواہ کے ورثہ کو دوں یا اَب وہ میرے ذمّہ باقی نہیں رہی اور مَیں اگر ادائیگی سے بچ سکوں تو بچ جاؤں؟ قیامت میں تو مجھے نہیں دینی پڑے گی؟

سوال نمبر ۲۔ آجکل صرافہ بازار میں اچھے اچھے دیندار لوگ اس طرح کر رہے ہیں کہ کچھ سونا مثلاً

سو تولے کسی شخص کو اُدھار دے دیتے ہیں۔ مُدّتِ مقررہ تک کے لیے اور یہ طے کر لیتے ہیں کہ جب تک چاہو سونا استعمال کرو بس ہمیں دس ہزار روپے یا پندرہ ہزار روپے ماہوار دیتے رہو، چنانچہ جس نے سونا لیا ہوتا ہے وہ ہرماہ دس یا پندرہ ہزار روپے قرض خواہ کو دیتا رہتا ہے اور سونا استعمال کرتا رہتا ہے جب مُدّت ختم ہوجاتی ہے تو اصل سونا (سو تولے) واپس کر دیتا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ صُورت شرعاً جائز ہے کیا اس صُورت میں سُود لازم نہیں آتا ؟ کیا اس طرح کا کاروبار کرنے والے لوگ گنہگار نہیں ہوتے ؟

الجواب باسم ملھم الصواب حامدا ومصلیا

(۱) جبکہ شریعت نے سود کے لینے دینے پر سخت وعید ذکر کی ہے تو مسلمان کی شان سے بعید ہے کہ وہ سود کے لین دین کا معاملہ کرے اور جہاں تک ہو سکے، ہم اس کے عمل کو غیر سودی طریقے پر محمول کریں گے۔ لہٰذا یہ سمجھا جائے گا کہ مثلاً دس دس پندرہ پندرہ ہزار کر کے دو لاکھ تک کی جو رقم قرض دار نے ادا کی وہ اصل رقم ادا کی اور قرض خواہ نے اپنی اصل رقم وصول کی اگرچہ وہ اس کو سود یا نفع ہی خیال کرتے رہے ہوں۔

البتہ دو لاکھ یعنی اصل قرض سے زائد رقم جو قرضدار نے ادا کی اور قرض خواہ نے وصول کی وہ سود میں شمار کی جائے گی۔

لہٰذا قرض دار کے ذمّہ اصل قرضہ تو اب باقی نہیں رہا اور قیامت کے دن اس کے دینے پر تو اس سے مطالبہ نہیں ہوگا، لیکن اس نے جو سودی معاملہ کیا اور سود دیتا رہا اس پر اس کو خوب توبہ واستغفار کرنا چاہیے کیونکہ یہ کام تو اللہ تعالیٰ کے غصّے کو بہت ہی بھڑکانے والا ہے۔

(۲) یہ تو نرا سود ہے اور سود کی بُرائی وحرمت سے تو ہر مُسلمان واقف ہے خواہ کوئی بھی ہو، جانتے بُوجھتے ایسا کرنا تو اپنی بدبختی کو دعوت دینا ہے۔ کیا عجب کہ موجودہ دَور میں مسلمانوں کی ذلّت وتباہی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہ بھی ہو کہ حرام وحلال کی تمیز

اکثر لوگوں میں نہیں رہی۔

سود سے بچتے ہوئے یہ لوگ یہ طریقہ اختیار کر سکتے ہیں کہ مثلاً سو تولے سونا بجائے رائج نرخ مثلاً چار ہزار روپے تولہ کے مثلاً پانچ ہزار روپے تولہ کے حساب سے ادھار فروخت کر دیں اور قیمت جو کہ پانچ لاکھ روپے بنی اس کو قسطوں میں وصول کر لیں۔

سوال نمبر ۳

یہ کہ جس وقت اسلام نے سود کو حرام قرار دیا تھا۔ اس وقت سود خور حضرات عوام النّاس کا استحصال کیا کرتے تھے حتّٰی کہ یہود و نصارٰی کی بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں جن کا تذکرہ کرنا تو در کنار۔ واقعات کو پڑھنے کو بھی دل نہیں چاہتا گو اس قسم کے سود خور حضرات آج بھی موجود ہیں مگر دَورِ حاضر میں حکومت کی طرف سے بینکاری نظام رائج ہے جہاں سے مختلف قسم کے قرضہ جات جاری کیے جاتے ہیں جن پر مختلف شرحوں سے منافع وصول کیا جاتا ہے اور انہی بینکوں میں عوام النّاس مختلف کھاتوں میں رقوم جمع کراتے ہیں ان رقوم پر بھی مختلف شرحوں سے بینک منافع دیتا ہے اور جواز میں کہا جاتا ہے کہ ہمارا کاروبار ہے اور جمع شُدہ سرمایہ کو ہم نقصان والے کاروبار میں نہیں لگاتے لہٰذا جو منافع ہم اپنے کھاتہ داروں میں تقسیم کرتے یا قرض خواہوں سے وصول کرتے ہیں وہ سود نہیں ہے۔ ذیل میں بینکاری اور مختلف کھاتہ جات درج ہیں آپ فتوٰی جاری فرمائیں کہ آیا یہ کھاتہ جات جائز ہیں یا ناجائز؟

(۱) زرعی بینک مختلف چیزوں کے لیے ۱۴ فیصد منافع پر قرضے دیتا ہے؟

(۲) دیگر تمام ملکی بینک بھی مختلف شرحوں پر قرضہ جاری کرتے ہیں؟

(۳) P.L.S کھاتہ میں ہر سال مختلف شرح سے کھاتہ داروں کو منافع دیا جاتا ہو؟

(۴) میعادی کھاتے۔ ڈیفنس سرٹیفکیٹ کا منافع۔ سمال انڈسٹریز کا قرض داروں سے ۷ فیصد منافع؟ پوسٹل سرٹیفکیٹ و دیگر ہر قسم کا سرٹیفکیٹ خریدنا؟

(۵) تاج کمپنی والے ایک لاکھ روپیہ لے کر ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار دے رہے ہیں۔ رقم محفوظ؟

الجواب باسم ملھم الصواب۔ حامداً ومصلیاً۔

یہ بات سمجھ لیجیے کہ کسی کو کچھ نفع حاصل کرنے کے لیے رقم دینے کی یہ صورتیں ہیں

(۱) قرض ـــــ قرض دو قسم کا ہے غیر تجارتی مقاصد کے لیے اور تجارتی مقاصد کیلئے

(۲) مضاربت ـــــ ایک کی جانب سے سرمایہ اور دوسرے کی جانب سے عمل۔

(۳) شرکت ـــــ دونوں کی جانب سے سرمایہ و عمل۔

قرض کی دونوں قسمیں ان پر جو اضافی رقم واپس لی جائے وہ سود ہے اور شریعت میں حرام ہے۔ خود عربوں میں دورِ جاہلیت میں جہاں غیر تجارتی مقاصد کے لیے قرض لیا جاتا تھا وہیں تجارتی مقاصد کے لیے بھی قرض لیا جاتا تھا۔ بنو عامر کا قبیلہ بنو مغیرہ کے قبیلے سے پیداواری ضروریات کے لیے دیے گئے قرضوں پر سود لیتا تھا۔ اسلام نے ہر قسم کے سود کو منع کر دیا اور اس میں کوئی فرق نہیں کیا سود لینے یا دینے والا حکومتی ادارہ ہے یا کوئی فرد ہے۔

مضاربت اور شرکت کو اسلام نے جائز کہا لیکن ان میں ضرورت ہے کہ مضاربت یا شرکت کر کے جو کاروبار کیا جائے وہ شریعت کے بنائے ہوئے اصول و شرائط کے مطابق جائز طریقے سے ہو ناجائز طریقے سے نہ ہو۔ نفع حاصل کرنے کے لیے جو معاہدات کیے جائیں وہ نہ تو فاسد و باطل ہوں اور نہ سودی ہوں۔ چونکہ عمل کرنے والا سرمایہ والے کا وکیل ہوتا ہے لہٰذا عامل کا عمل سرمایہ والے کا عمل شمار ہوتا ہے۔ اس طرح سرمایہ والا یہ کہہ کر اپنی جان نہیں چھڑا سکتا کہ عمل و تجارت کرنے والا دوسرا ہے۔ ہمارے ہاں بینک کے جو شراکتی PLS کھاتے کھلے ہیں یا اور حکومتی اسکیمیں چل رہی ہیں ان میں ایسا ہے کہ بینک یا دیگر ادارے سودی معاملات بھی کرتے ہیں اور فاسد معاملات بھی کرتے ہیں۔ بعض معاملات کے صحیح ہونے سے دیگر غلط معاملات کی حیثیت نہیں بدلتی۔ اس بنا پر ان اداروں میں سرمایہ لگانا جائز نہیں۔ یہ وجہ[عہ] امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ہے۔ امام ابوحنیفہ رح

عہ امر المسلم ببیع خمر أو خنزیر أو شرا ئھما ای وکل المسلم ذمیا أو

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کے نزدیک بھی حکم عدمِ جواز کا ہے اور حاصل شدہ نفع کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

غرض سوال میں جو پانچ صورتیں لکھی ہیں وہ سب ناجائز ہیں۔ تاج کمپنی والوں نے دو صورتیں چلائی ہوئی ہیں ایک سودی اور دوسری نفع و نقصان میں شرکت لیکن ہم نے تحقیق کی ہے اور اُن کی نفع و نقصان میں شرکت والی صورت بھی صحیح نہیں ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) امر المحرم غیرہ ای غیر المحرم ببیع صیدہ یعنی صح ذلک عند الامام مع أشد کراھة ... لان العاقد یتصرف باھلیته وانتقال الملك الی الآمر امر حکمی وقالا لایصح وھو الاظھر (درمختار) لھما ان المؤکل لایلیه فلا یولیه غیرہ ولان ما یثبت للوکیل ینتقل الموکل فصار کانه باشرہ بنفسه ——— (ہدایہ)

جبکہ زیرِ بحث صورت میں تو خود وکیل کے لیے بھی ان تصرفات کا کرنا جائز نہیں ہے۔ اس پر اکتفا کافی نہیں کہ سرمایہ والے نے تو کام کرنے والے بینک یا کسی دوسرے ادارے کو اس قسم کے فاسد یا باطل تصرفات کرنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ ان اداروں کے کام کرنے کی اپنی متعین پالیسی ہوتی ہے جو کہ ظاہر اور مشتہر ہوتی ہے لہٰذا جو کوئی بھی ان میں اپنا سرمایہ لگاتا ہے وہ درحقیقت یہ جانتے بوجھتے لگاتا ہے کہ اس کا سرمایہ اس کے تعاون کی بناء پر ان تصرفات میں لگے گا اور گناہ پر تعاون خود گناہ کی بات ہے۔

بقیہ: پردہ

شریف کی روایت میں ہے۔ عورت رحمتِ الٰہی سے اس وقت زیادہ قریب رہتی ہے جب وہ اپنے گھروں کے اندر رہتی ہے۔

ان تمام آیات قرآنی، احادیث اور اقوالِ سلف سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو گئی ہے کہ عورتوں کو ہر صورت میں حیا دار با عفت و عصمت رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور اُس کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ "پردہ" ہے۔